THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

"جدید مغربی صنفی نظریات(Gender Theories)اور اسلامی نظریہ: فطرت، نصوص اور تہذیبی تصادم کا علمی جائزہ"

Habib ur Rahman
PhD Scholar University of Okara
Habib.rehman.lakhvi@gmail.com
Asad Noman
M.Phil Scholar University of Okara
asadnoman704@gmail.com

Abstract

Gender identity has emerged as one of the most contested subjects in contemporary Western intellectual discourse. Rooted in Postmodernist and Post-Structuralist frameworks, modern gender theories systematically deconstruct the biological foundations of sex, reducing gender to a malleable social construct subject to individual redefinition. Empirical studies confirm that gender identity dissatisfaction significantly impairs subjective wellbeing and academic performance among affected individuals. However, these findings must be critically examined within their broader philosophical and civilizational context.

Islam, by divine decree, establishes gender as an immutable ontological reality, grounded in the sacred principle of fitrah and unambiguously affirmed through Quranic revelation, Prophetic Sunnah, and classical jurisprudential consensus. Any departure from this divinely ordained framework constitutes a violation of natural constitution and moral order. The penetration of Western gender ideologies into Muslim societies therefore represents not merely a psychological or sociological challenge, but a profound civilizational threat demanding rigorous scholarly response.

This article critically examines modern Western gender theories through the lens of Islamic scripture and classical scholarship, demonstrating their fundamental incompatibility with the Islamic worldview. It concludes with actionable recommendations for Muslim academics, educational institutions, and policymakers confronting this contemporary ideological challenge.

Keywords

Gender identity, Gender Dysphoria, Islamic Concept of Fitrah, Western Gender Theories, Civilizational Conflict

تمہید

عصرِ حاضر میں انسانی شناخت اور صنفی نظریات کے حوالے سے عالمی سطح پر ایک گہرا فکری اور تہذیبی بحران جنم لے چکا ہے، جس نے روایتی مذہبی ڈھانچوں، خاص طور پر اسلامی نقطہ نظر (Islamic Worldview) کو ایک غیر معمولی چیلنج کا سامنا کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ جدید مغربی فکر میں "صنف (Gender) " محض ایک حیاتیاتی حقیقت نہیں رہی، بلکہ اسے مابعد جدیدیت (Post-modernism) اور ساختیات شکنی (Deconstruction) کے فلسفیانہ تناظر میں ایک سیال اور تغیر پذیر سماجی تعمیر (Social Construct) قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ فکری تبدیلی بیسویں صدی کے وسط میں اس وقت شروع ہوئی جب جان منی (John

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

Vol.3 No.4 2025

(Money)اور رابرٹ اسٹولر جیسے ماہرین نے حیاتیاتی جنس (Sex) اور سماجی صنف (Gender) کے درمیان تفریق کی بنیاد رکھی، جس کا مقصد حیاتیاتی حقیقت کو سماجی کرداروں سے الگ کرنا تھا۔[1]

اس فکری ارتقاء نے سیمون ڈی بوائیر (Simone de Beauvoir) اور جوڈتھ بٹلر (Judith Butler) جیسے نسائیت پسند مفکرین کے لیے راستہ ہموار کیا۔ بوائیر نے یہ دعویٰ کیا کہ "عورت پیدا نہیں ہوتی بلکہ بنائی جاتی ہے"۔[2] بٹلر نے اس تصور کو مزید وسعت دیتے ہوئے صنف کو ایک "پرفارمیٹو" (Performative) عمل قرار دیا، جس میں فرد اپنی شناخت کا تعین اپنی خواہش اور سماجی تعامل کے ذریعے کرتا ہے نہ کہ پیدائشی جسمانی ساخت کے مطابق۔[3] مغرب کا یہ لبرل پیراڈائم، جو انسانی خود مختاری (Moral Autonomy) اور لبرل ازم کے ستونوں پر کھڑا ہے، اب عالمی ادارہ صحت (WHO) اور اقوام متحدہ جیسے اداروں کے ذریعے مسلم معاشروں پر اثرانداز ہو رہا ہے، جس سے ایک واضح تہذیبی تصادم کی صورتحال پیدا ہو رہی ہے۔

اسلام نظریہ صنف کے حوالے سے ایک مکمل طور پر متصادم اور مستحکم موقف پیش کرتا ہے۔ اسلام کے نزدیک انسانی وجود "فطرت" کے الٰہی اصول پر مبنی ہے۔ قرآنِ کریم کی نصوص واضح طور پر بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو مرد اور عورت کے جوڑوں کی صورت میں تخلیق کیا ہے۔ سورۃ النجم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ[4]

ترجمہ: " اور یہ کہ اسی نے دو جوڑے پیدا کیے، یعنی نر اور مادہ۔"

اسی طرح سورۃ الاحزاب میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ[5]...

ترجمہ: " اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے"...

صنف ایک لافانی اور ناقابلِ تبدیل حقیقت ہے جو مابعد الطبیعیاتی طور پر طے شدہ ہے۔ اسلامی فریم ورک میں صنف کا تعین فرد کے "احساسات" یا "سماجی تعمیر" کے بجائے اس کی حیاتیاتی ساخت (Biological Constitution) کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، اور اسے مقاصدِ شریعت کے تحت حفظ النسل کے ساتھ جوڑا گیا ہے جس کا بنیادی محور خاندانی نظام کا استحکام ہے۔

حالیہ تجرباتی تحقیقات اس فکری تضاد کے نفسیاتی اور سماجی اثرات کی نشاندہی کر رہی ہیں۔ پاکستان جیسے مسلم معاشروں میں مغربی صنفی نظریات کے نفوذ نے نوجوان نسل میں "صنفی عدم اطمینان (Gender identity dissatisfaction) " کے رجحان کو جنم دیا ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ افراد جو اپنی پیدائشی جنس اور صنفی شناخت کے درمیان الجھن (Gender Dysphoria) کا شکار ہوتے ہیں، ان کی ذہنی فلاح (Subjective Wellbeing) اور تعلیمی کارکردگی (Academic Performance) پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ایک حالیہ تحقیق کے مطابق یونیورسٹی کے طلباء میں صنفی شناخت سے عدم اطمینان اور ان کی علمی و سماجی زندگی میں گہرا معکوس تعلق پایا گیا ہے۔[6] تاہم، مغربی ماہرین اسے محض ایک نفسیاتی عارضہ یا انفرادی انتخاب قرار دیتے ہیں، جبکہ اسلامی اسکالرشپ اسے ایک گہرا اخلاقی اور تہذیبی المیہ قرار دیتی ہے جو انسانی فطرت سے بغاوت کے مترادف ہے۔

مسلم معاشروں کے لیے اصل چیلنج یہ ہے کہ وہ جدید مغربی تعلیم، میڈیا اور لبرل ازم کے اس طاقتور پیراڈائم کا علمی مقابلہ کیسے کریں۔ بیشتر معاملات میں اسلامی اصولوں کو لبرل عدسے سے دیکھنے کی وجہ سے داخلی فکری تضادات جنم لے رہے ہیں، جس سے اسلامی نصوص کو "مسئلہ" سمجھا جانے لگا ہے۔ لہٰذا، یہ آرٹیکل اس بات کی علمی ضرورت پر زور دیتا ہے کہ جدید مغربی صنفی نظریات کا تنقیدی جائزہ لیا جائے اور اسلامی روایتی اسکالرشپ (خاص طور پر فقہ اور کلام) کی روشنی میں ایک ایسا فکری دفاعی نظام تیار کیا جائے جو مسلم نوجوانوں کی علمی اور روحانی شناخت کی حفاظت کر سکے۔ اس مطالعے کا مقصد صنف، فطرت اور تہذیبی تصادم کے ان پیچیدہ مباحث کو سلجھانا اور ایک ایسا علمی حل پیش کرنا ہے جو وحیِ الٰہی کی بنیاد پر جدید چیلنجز کا جواب دے سکے۔

جدید مغربی صنفی نظریات کا تاریخی و فلسفیانہ پس منظر

جدید مغربی فکر میں صنف (Gender) کا تصور ایک ارتقائی عمل سے گزرا ہے جس نے انسانی شناخت کے بنیادی ستونوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ یہ باب اس تاریخی سفر کا احاطہ کرتا ہے جہاں حیاتیاتی حقائق کو بتدریج پس پشت ڈال کر نفسیاتی کیفیات اور سماجی نظریات کو فوقیت دی گئی۔

اصطلاحی ارتقاء: جنس (Sex) اور صنف (Gender) کی تفریق

تاریخی طور پر "Gender" ایک لسانیاتی اصطلاح تھی جو محض الفاظ کی مذکر یا مؤنث تقسیم کے لیے استعمال ہوتی تھی۔ تاہم، بیسویں صدی کے وسط میں اس اصطلاح کو انسانی شناخت کے لیے ایک نئے معنی میں برتنا شروع کیا گیا۔

- **جان منی (John Money):** 1955 میں ماہرِ جنسیات جان منی نے پہلی بار "Biological Sex" اور "Gender Role" کے درمیان فرق کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے جنس کو ایک ایسی لیبل قرار دیا جو ڈاکٹر پیدائش کے وقت کروموسومز اور اعضاء کی بنیاد پر دیتا ہے، جبکہ صنف کو سماجی اور قانونی حیثیت کے طور پر بیان کیا جس کا تعلق معاشرتی توقعات اور طرزِ عمل سے ہے۔[7]
- **رابرٹ اسٹولر (Robert Stoller):** 1960 کی دہائی میں رابرٹ اسٹولر نے "Sex" کو حیاتیاتی علامات اور "Gender" کو مردانگی یا نسائیت کی نفسیاتی و سماجی مقدار کے اظہار کے لیے مخصوص کر دیا۔ اس تقسیم کا مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ بعض افراد حیاتیاتی طور پر ایک جنس رکھنے کے باوجود ذہنی طور پر دوسری جنس کا احساس رکھتے ہیں۔[8]

سماجی تعمیر کا نظریہ (Social Constructionism): بوائیر اور بٹلر

اس نظریے نے صنفی مباحث کو ایک انقلابی موڑ دیا، جس کا دعویٰ ہے کہ مرد یا عورت ہونا کوئی فطری حقیقت نہیں بلکہ ایک سماجی پیداوار ہے۔

- **سیمون ڈی بوائیر (Simone de Beauvoir):** اپنی کتاب "The Second Sex" میں بوائیر نے مشہورِ زمانہ جملہ لکھا کہ "عورت پیدا نہیں ہوتی، بلکہ بنائی جاتی ہے"۔ ان کے نزدیک سماجی تفریق عورت کے ذہن اور اخلاق پر اتنے گہرے اثرات مرتب کرتی ہے کہ وہ فطری معلوم ہونے لگتے ہیں، حالانکہ وہ محض ثقافتی دباؤ کا نتیجہ ہوتے ہیں۔[9]
- **جوڈتھ بٹلر (Judith Butler):** حالیہ دہائیوں میں جوڈتھ بٹلر نے اپنی تصنیف "Gender Trouble" کے ذریعے صنف کو "سیال (Fluid)" اور "آزاد (Free-floating)" قرار دیا۔ بٹلر کے نزدیک صنف کوئی ساکن حقیقت نہیں بلکہ ایک ایسی کارکردگی ہے جو فرد اپنی مرضی سے لباس، رویوں اور گفتگو کے ذریعے تبدیل کر سکتا ہے۔[10]

سیال صنفی شناخت (Gender Fluidity) اور 'LGBTQ+' فریم ورک

مغربی فکر اب صنف کو محض دو خانوں (Binary) تک محدود نہیں رکھتی بلکہ اسے ایک وسیع سپیکٹرم (Spectrum) کے طور پر دیکھتی ہے۔

حیاتیات سے لاتعلقی: جدید لبرل نظریات کے مطابق صنف ایک انفرادی احساس ہے جو پیدائشی جسمانی ساخت کا محتاج نہیں ہے۔ اگر فرد کا داخلی احساس اس کے جسم سے مطابقت نہ رکھتا ہو تو اسے "Gender Dysphoria" کہا جاتا ہے، جس کا حل مغرب میں اکثر سرجری یا ہارمون تھراپی کے ذریعے جسم کو 'احساس' کے تابع کرنے میں تلاش کیا جاتا ہے۔

اصطلاحات کی کثرت: 'LGBTQ+' فریم ورک کے تحت مختلف اصطلاحات جیسے 'Lesbian, Gay ,Bisexual, Transgender' اور Queer (جو خود کو مرد یا عورت نہیں مانتے) کا نفاذ کیا گیا ہے۔

مغربی پیراڈائم کا فکری ماخذ: مابعد جدیدیت اور سیکولرزم

مغربی صنفی نظریات کی بنیادیں ان مخصوص فکری ستونوں پر کھڑی ہیں جو اسلامی مابعد الطبیعیات سے براہِ راست متصادم ہیں:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

Vol.3 No.4 2025

مابعد جدیدیت (Postmodernism): یہ فلسفہ کسی بھی آفاقی سچائی یا 'گرینڈ نیریٹیو' (جیسے مذہب) کا انکار کرتا ہے اور حقیقت کو انفرادی زاویے سے دیکھنے پر زور دیتا ہے۔ ۔اس نظریے کی سب سے جامع تعریف ژاں فرانسوا لیوتار (Jean-François Lyotard) نے کی ہے، جس کے مطابق:

"Simplifying to the extreme, I define postmodern as incredulity toward metanarratives."[11]

انفرادیت پسندی (Individualism): مغرب میں انسانی حقوق کا تصور فرد کی مکمل اخلاقی خود مختاری (Moral Autonomy) پر مبنی ہے، جہاں فرد اپنی شناخت کا خود خالق ہے اور خدا کی دی ہوئی "فطرت" کا پابند نہیں ہے۔ ۔جیسا کہ اسٹیون لوکس (Steven Lukes) اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ ایک ایسا نظریہ ہے جو "فرد کی مکمل آزادی اور اس کی اپنی زندگی کے فیصلے خود کرنے کے اختیار کو ہر چیز پر مقدم رکھتا ہے[12]"۔اس فلسفے کے تحت فرد کی خود مختاری (Autonomy) کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی اخلاقیات اور شناخت طے کرنے میں کسی خارجی ماخذ (جیسے مذہب یا فطرت) کا محتاج نہیں ہے۔

سیکولرزم (Secularism): سیکولر نظام میں مذہب کو صرف ذاتی عقیدے تک محدود کر دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے عوامی قوانین اور سماجی قدریں وحی کے بجائے انسانی خواہشات اور بدلتے ہوئے معاشرتی رجحانات کے تابع ہو گئی ہیں۔جارج جیکب ہولیوک کے مطابق سیکولرزم ایک ایسا نظام اخلاق ہے جو "صرف ان مادی اور دنیاوی حقائق پر مبنی ہے جن کا مشاہدہ اور تجربہ انسانی عقل سے ممکن ہو، اور یہ مافوق الفطرت (وحی) کو رد کرتا ہے[13]"۔اس نظریے کے تحت انسانی وقار اور حقوق کے فیصلے الٰہی احکامات کے بجائے "انسانی عقل اور عوامی رضامندی" پر کیے جاتے ہیں، جس کے نتیجے میں اخلاقی اقدار مسلسل تغیر کا شکار رہتی ہیں

یہ فلسفیانہ پس منظر واضح کرتا ہے کہ مغرب کا صنفی تصور محض ایک سماجی تبدیلی نہیں بلکہ ایک گہرا مابعد الطبیعیاتی انحراف ہے جو انسان کو اس کی اصل فطرت سے کاٹ کر ایک مصنوعی شناخت کی طرف دھکیل رہا ہے۔

اسلامی نظریہ اور صنف کا تصور

اسلامی نظریہ کائنات اور انسان کو وحیِ الٰہی کے تناظر میں دیکھتا ہے، جہاں ہر تخلیق ایک خاص مقصد اور فطرت کے تابع ہے۔مغربی صنفی نظریات کے برعکس، جو صنف کو ایک بدلتا ہوا سماجی تصور قرار دیتے ہیں، اسلام صنف کو ایک مابعد الطبیعیاتی اور حیاتیاتی حقیقت (Ontological Reality) کے طور پر تسلیم کرتا ہے۔

تخلیقِ انسانی اور 'اصلِ واحد' کا تصور

اسلام میں صنفی بحث کا آغاز انسان کی تخلیقی بنیادوں سے ہوتا ہے۔قرآنِ کریم نے انسانیت کی وحدت اور صنفی تنوع کو ایک ساتھ بیان کیا ہے تاکہ یہ واضح رہے کہ صنف میں فرق کے باوجود انسانیت کا جوہر ایک ہی ہے۔

اصلِ واحد (Single Soul): سورۃ النساء کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً[14]

ترجمہ: " اے لوگو!اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں"

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ مرد اور عورت اپنی روح کے اعتبار سے ایک ہی جوہر سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے درمیان مابعد الطبیعیاتی ہم آہنگی (Meta-physical compatibility)موجود ہے۔

زوجیت کا عالمگیر قانون : اسلام کے نزدیک کائنات کا پورا نظام جوڑوں پر مشتمل ہے۔سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے صراحت فرمائی کہ "اے لوگو!ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا"[15]۔یہ نصوص اس بات کو حتمی بناتی ہیں کہ اسلامی پیراڈائم میں صنف کے صرف دو ہی مستحکم خانوں (Male and Female) کا وجود ہے، اور یہاں کسی "تیسری صنف" یا "سیال شناخت" کی گنجائش موجود نہیں ہے۔

فطرت اور صنف کا رشتہ: صنفی شناخت کی مابعد الطبیعیاتی حقیقت

اسلامی تصورِ صنف کی بنیاد فطرت پر ہے، جو وہ الٰہی سانچہ ہے جس پر انسان کو تخلیق کیا گیا ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
Vol.3 No.4 2025
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

حیاتیاتی حقیقت : اسلام کے مطابق فرد کی صنفی شناخت (Gender Identity) اس کی حیاتیاتی جنس (Biological Sex) کا عکس ہوتی ہے۔ مغربی نظریات کے برعکس، جہاں 'جینڈر' کو ذہن کی اختراع مانا جاتا ہے، اسلام یہ کہتا ہے کہ جسم کی ساخت، کروموسومز اور اعضاءِ تناسل وہ علامات ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے فرد کی صنفی حقیقت کو ظاہر کیا ہے۔[16]

فطرت سے ہم آہنگی : اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم، ذہن اور روح کو ایک دوسرے کے مطابق بنایا ہے۔ ایک مرد کا جسمانی ڈھانچہ اور اس کے ہارمونز اس کی نفسیاتی و سماجی ذمہ داریوں کے ہم آہنگ ہیں، اور یہی معاملہ عورت کا ہے۔ صنف کو حیاتیات سے الگ کرنا دراصل اس الٰہی ڈیزائن میں مداخلت اور فطرت سے بغاوت کے مترادف سمجھا جاتا ہے۔[17]

نصوص کی روشنی میں صنفی امتیازات: "مرد عورت کی طرح نہیں ہے"

سورۃ آل عمران میں حضرت مریمؑ کی پیدائش کے تذکرے میں ایک آفاقی ضابطہ بیان کیا گیا ہے:

وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ [18].

"اور مرد عورت کی طرح نہیں ہے"، یہ جملہ محض جسمانی فرق کی علامت نہیں، بلکہ یہ ایک ہمہ جہت حقیقت کا بیان ہے۔ جدید سائنسی ابحاث بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ مرد اور عورت کے درمیان خلیاتی(Molecular)، حیاتیاتی(Biological)، اعصابی اور نفسیاتی سطحوں پر گہرے فرق موجود ہیں۔

حکمتِ الٰہی : اللہ تعالیٰ، جو خالق ہے، وہ اپنی مخلوق کی خصوصیات سے بخوبی واقف ہے۔ یہ امتیازات کسی ایک صنف کی برتری یا دوسری کی کمتری کے لیے نہیں، بلکہ کائنات کے نظام کو چلانے کے لیے ضروری تنوع (Diversity) پیدا کرنے کے لیے ہیں۔ اسلامی قانون انہی قدرتی فرقوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مرد اور عورت کے لیے مخصوص احکامات اور حدود متعین کرتا ہے۔

اخلاقی برابری بمقابلہ وظیفاتی فرق: تکمیلی رشتہ

اسلام میں صنف کا تصور "مقابلے "پر نہیں بلکہ "تکمیل "پر مبنی ہے۔

اخلاقی وروحانی برابری : اللہ کے حضور مرد اور عورت دونوں برابر کے مکلّف ہیں۔ سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ ۔الخ[19]

"بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، اور مومن مرد اور مومن عورتیں، اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، اور سچے مرد اور سچی عورتیں، اور صابر مرد اور صابر عورتیں، اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں، اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔"

اور سورۃ النساء میں بیان فرمایا:

وَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا[20]

"اور جو کوئی نیک کام کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مومن ہو، تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی ذرہ برابر بھی حق تلفی نہیں کی جائے گی۔"

یہ دونوں آیات واضح کرتی ہیں کہ اجر و ثواب، مغفرت اور جنت کے حصول میں صنف کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں ہے۔ ایمان، تقویٰ اور نیک اعمال وہ معیارات ہیں جو فرد کی فضیلت کا تعین کرتے ہیں، نہ کہ اس کی جنس۔

وظیفاتی تقسیم : برابری کا مطلب یکسانیت نہیں ہے۔ اسلام خاندان کو ایک اکائی قرار دیتا ہے جہاں مرد کو قوام (Caretaker) کی ذمہ داری دی گئی ہے، جس کا مطلب مالی سرپرستی اور تحفظ فراہم کرنا ہے۔ یہ حق سے زیادہ ایک بھاری ذمہ داری ہے جس کا اسے حساب دینا ہوگا۔

لباس کا استعارہ : قرآن نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا "لباس" قرار دیا ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ[21]...

" وہ (تمہاری بیویاں) تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔"

یہ استعارہ اس بات کی بہترین عکاسی کرتا ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کی پردہ پوشی کرتے ہیں، ایک دوسرے کو سکون فراہم کرتے ہیں اور مل کر ایک مکمل انسانی وجود کی تصویر بناتے ہیں۔

مغربی لبرل ایکویلیٹی (Liberal Equality) کا تصور مادی اور میکانکی ہے، جو صنف کے درمیان پائے جانے والے فطری فرق کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ عورت کو مرد کے برابر "پیداواری یونٹ" بنایا جا سکے۔ اس کے برعکس، اسلامی تصورِ مساوات "عدل" پر مبنی ہے، جو ہر صنف کو اس کی فطری صلاحیتوں اور ذمہ داریوں کے مطابق مقام عطا کرتا ہے۔ اسلام کا صنفی پیراڈائم خاندان کی بقا اور سماجی استحکام کو یقینی بناتا ہے، جبکہ مغربی ماڈل انفرادیت پسندی کے غلبے کی وجہ سے خاندانی ٹوٹ پھوٹ اور صنفی انتشار (Gender Chaos) کا شکار ہے۔

صنفی الجھنیں (Gender Dysphoria): سائنسی حقائق اور اسلامی فقہ

جدید دور میں صنفی شناخت کے مسائل محض فلسفیانہ بحث تک محدود نہیں رہے بلکہ یہ ایک طبی اور سماجی حقیقت بن کر ابھرے ہیں۔ اسلام، جو کہ ایک دینِ فطرت ہے، ان پیچیدہ انسانی کیفیات کو نظرانداز نہیں کرتا، بلکہ ان کے لیے ایک واضح فقہی اور اخلاقی فریم ورک فراہم کرتا ہے۔

طبی و نفسیاتی تناظر DSM-V: کی تشریح

امریکن سائیکاٹرک ایسوسی ایشن کے تشخیصی مینوئل (DSM-V) کے مطابق، "صنفی الجھن (Gender Dysphoria) "اس ذہنی تناؤ یا کرب کا نام ہے جو فرد کی پیدائشی جنس (Assigned Sex) اور اس کی محسوس کردہ صنفی شناخت (Experienced Gender) کے درمیان عدم مطابقت سے پیدا ہوتا ہے۔[22]

- **بنیادی علامات**: اس عارضے میں مبتلا فرد اپنی ثانوی جنسی خصوصیات (Secondary sex characteristics) سے شدید نفرت محسوس کرتا ہے اور دوسری جنس کے طور پر پہچانے جانے کی گہری خواہش رکھتا ہے۔
- **تشخیصی معیار**: طبی نقطہ نظر سے اس کیفیت کا کم از کم چھ ماہ تک برقرار رہنا اور فرد کی سماجی یا تعلیمی زندگی کو متاثر کرنا لازمی ہے۔
- کمپلیکسٹی: اسے محض ایک طرزِ زندگی نہیں بلکہ ایک ایسی طبی حالت سمجھا جاتا ہے جس کے لیے نفسیاتی مداخلت (Intervention) کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ فرد کو دوبارہ اس کی اصل فطرت سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔

اسلامی فقہی اصطلاحات کا جائزہ

کلاسیکی اسلامی اسکالرشپ نے صدیوں پہلے ان تمام صورتوں کا احاطہ کیا ہے جہاں صنفی ابہام پایا جاتا ہے۔ ان اصطلاحات کا موازنہ جدید طبی تصورات کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

- **خنثیٰ (Intersex)**: اس سے مراد وہ فرد ہے جو پیدائشی طور پر ایسی جسمانی علامات رکھتا ہے جو واضح طور پر مرد یا عورت کے زمرے میں نہیں آتیں۔ فقہِ اسلامی میں "خنثیٰ مشکل" کا تعین اس کی غالب حیاتیاتی خصوصیات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، کیونکہ اسلام میں "تیسری صنف" کا کوئی تصور نہیں ہے۔[23]
- **مخنث (Effeminate)**: یہ وہ مرد ہے جو اپنی عادات، گفتگو یا چال ڈھال میں عورتوں کی مشابہت رکھتا ہو۔ اگر یہ رویہ غیر ارادی اور پیدائشی ہو تو اسے ایک عارضہ سمجھا جاتا ہے، لیکن اگر یہ ارادی ہو تو اسے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔[24]
- **مترجلہ (Masculine Women)**: اس سے مراد وہ خواتین ہیں جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ فقہی لحاظ سے یہ دونوں گروہ (مخنث اور مترجلہ) اپنی اصل حیاتیاتی جنس ہی کے احکامات کے پابند رہتے ہیں۔[25]

تشبیہ (Tasyabbuh) کی ممانعت: ارادی بمقابلہ غیر ارادی

اسلام میں مخالف جنس کی مشابہت اختیار کرنے (تشبیہ) کو سخت ناپسند کیا گیا ہے، تاہم فقہاء نے نیت اور اختیار کے فرق کو ملحوظ رکھا ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337

Vol.3 No.4 2025

- **ارادی رویہ:** اگر کوئی مرد یا عورت جان بوجھ کر، فیشن یا سماجی بغاوت کے طور پر دوسری جنس کا روپ دھارے، تو یہ "تشبیہ" کے زمرے میں آتا ہے جس پر حدیثِ نبوی ﷺ میں لعنت بھیجی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لَعَنَ اللَّهُ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ[26]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔

- **غیر ارادی کیفیات:** اگر کسی فرد میں قدرتی یا ہارمونل عدم توازن کی وجہ سے دوسری جنس کے میلانات پائے جائیں، تو اسے گناہ نہیں بلکہ ایک آزمائش اور عارضہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسے فرد پر لازم ہے کہ وہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنی اصلاح کی کوشش کرے اور اپنی اصل فطرت (Fitrah) کی طرف لوٹنے کے لیے طبی و نفسیاتی مدد حاصل کرے۔

تجرباتی مطالعہ: پاکستان کا تناظر

حالیہ تحقیقی مطالعات نے پاکستانی جامعات کے طلباء میں صنفی الجھنوں کے اثرات کا جائزہ لیا ہے، جس کے نتائج فکری اور تعلیمی لحاظ سے تشویشناک ہیں۔

- **ذہنی فلاح:** تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ صنفی شناخت کے حوالے سے تذبذب کا شکار افراد کی ذہنی صحت (Wellbeing) بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ ان میں احساسِ کمتری، سماجی تنہائی اور شدید بے چینی (Social Anxiety) پائی جاتی ہے۔
- **تعلیمی کارکردگی:** تجرباتی اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ صنفی عدم اطمینان اور تعلیمی نتائج کے درمیان معکوس تعلق موجود ہے۔ جب ایک طالب علم داخلی فکری انتشار کا شکار ہوتا ہے، تو اس کی توجہ اور سیکھنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے، جو براہِ راست اس کی تعلیمی کارکردگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔[27]

یہ حقائق واضح کرتے ہیں کہ مغربی ماڈل جو "صنفی سیالیت (Gender Fluidity)" کو فروغ دیتا ہے، دراصل فرد کو ایک مستقل ذہنی کرب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کے برعکس، اسلامی نقطہ نظر فرد کو اس کی حیاتیاتی حقیقت قبول کرنے اور معاشرے میں ایک مستحکم شناخت کے ساتھ رہنے کی ترغیب دیتا ہے، جو نہ صرف اس کی ذہنی صحت کے لیے ضروری ہے بلکہ اس کی تعلیمی اور پیشہ ورانہ ترقی کی ضمانت بھی ہے

تہذیبی تصادم کا علمی جائزہ اور تنقیدی تجزیہ

جدید مغربی صنفی نظریات اور اسلامی عائلی نظریے کے درمیان کشمکش محض دو مختلف آراء کا ٹکراؤ نہیں ہے، بلکہ یہ دو متصادم تہذیبوں اور متضاد علمی بنیادوں کا تصادم ہے۔ اس فکری نوآبادیات اور اس سے پیدا ہونے والے ذہنی تضادات کا تجزیہ یہاں پیش کیا گیا ہے جو مسلم معاشرے کی بنیادوں کو متاثر کر رہے ہیں۔

فکری نوآبادیات: تعلیمی نظام اور میڈیا کا کردار

مسلم معاشروں میں مغربی صنفی نظریات کا نفوذ کسی اتفاقی عمل کا نتیجہ نہیں، بلکہ یہ ایک منظم "فکری نوآبادیات (Intellectual Colonialism)" کے تحت ہو رہا ہے۔

- **تعلیمی نظام:** پاکستان سمیت اکثر مسلم ممالک کا سرکاری اور نجی تعلیمی نظام مغربی لبرل اقدار کا پروردہ ہے، جہاں سماجی علوم کی تدریس میں مغربی پیراڈائم کو ہی واحد علمی معیار تسلیم کیا جاتا ہے۔
- **میڈیا اور مقبول ثقافت:** مغربی میڈیا، فلمیں، نیٹ فلکس (Netflix) اور سوشل میڈیا پلیٹ فارمز مسلسل "صنفی سیالیت (Gender Fluidity)" کو ایک ترقی پسند اور انسانی حقوق پر مبنی تصور کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔
- **عالمی اداروں کا دباؤ:** اقوام متحدہ اور بین الاقوامی تنظیموں کی جانب سے دی جانے والی امداد کو اکثر ان صنفی پالیسیوں کے نفاذ سے مشروط کیا جاتا ہے جو براہِ راست اسلامی اقدار سے متصادم ہوتی ہیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY
ISSN P : 3006-3329
ISSN E : 3006-3337
Vol.3 No.4 2025

مسلم ذہن میں تضادات: لبرل ازم اور اسلام کی کشمکش

اس فکری یلغار کے نتیجے میں مسلم نوجوانوں کے ذہن میں ایک گہرا تضاد جنم لے چکا ہے، جہاں وہ ایک طرف اسلام پر ایمان رکھتے ہیں اور دوسری طرف لبرل اقدار کو اپنانے پر مجبور محسوس کرتے ہیں۔

- **عدسوں کا ٹکراؤ :** جب ایک مسلم طالب علم لبرل ازم کے عدسے سے اسلامی نصوص (آیات و احادیث) کو دیکھتا ہے، تو اسے عدل، برابری اور آزادی کے اسلامی تصورات "مسئلہ" محسوس ہونے لگتے ہیں کیونکہ لبرل ازم ان تصورات کی تعریف وحی کے بجائے انسانی خود مختاری کی بنیاد پر کرتا ہے۔
- **داخلی انتشار :** یہ کشمکش فرد کے اندر شکوک و شبہات پیدا کرتی ہے، جس سے وہ اپنی مذہبی شناخت اور جدیدیت کے تقاضوں کے درمیان ایک مستقل ذہنی جنگ میں مبتلا رہتا ہے۔
- **فطرت سے انحراف :** لبرل ازم فرد کو اس کی "خواہش" کو ہی اس کی "حقیقت" ماننے کی ترغیب دیتا ہے، جبکہ اسلام فرد کو اپنی خواہشات کو "فطرت" اور "وحی" کے تابع کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اسلامی فریم ورک کی ضرورت: روایتی علمی بصیرت کے ذریعے حل

عصر حاضر کے ان پیچیدہ مسائل کا حل لبرل ازم کے سامنے معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے میں نہیں، بلکہ ایک مستحکم اسلامی فریم ورک کی تشکیل میں ہے۔

- **اصولی موقف :** مسلمانوں کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ صنف کے حوالے سے اسلامی احکامات ابدی ہیں اور یہ بدلتے ہوئے سماجی معیاروں کے تابع نہیں ہو سکتے۔
- **روایتی اسکالرشپ کا احیاء :** جدید مسائل جیسے (Gender Dysphoria) کو حل کرنے کے لیے ہمیں قرآن و سنت اور کلاسیکی فقہی بصیرت کی طرف لوٹنا ہو گا، جہاں ان مسائل کو ہمدردی مگر شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے حل کرنے کے طریقے موجود ہیں۔
- **جامع تعلیمی اصلاحات :** ایسے تعلیمی نصاب کی ضرورت ہے جو طالب علم کو جدید علوم کے ساتھ ساتھ اسلامی مابعد الطبیعیات (Metaphysics) سے بھی روشناس کرائے، تاکہ وہ مغربی نظریات کا تنقیدی جائزہ لینے کے قابل ہو سکے۔

مغربی صنفی نظریات کا غلبہ دراصل "خدا کی حاکمیت" کے مقابلے میں "انسان کی حاکمیت" کا اعلان ہے۔ یہ تہذیبی تصادم اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک مسلم دانشور اپنے علمی ماخذ (Sources of Knowledge) کو مغربی اثرات سے پاک کر کے خالص وحی الٰہی کی بنیاد پر جدید مسائل کا تجزیہ نہ کریں۔ اسلام کا فراہم کردہ صنفی فریم ورک نہ صرف مابعد الطبیعیاتی طور پر سچا ہے، بلکہ یہ انسانی معاشرے اور خاندان کی بقا کے لیے واحد فطری راستہ ہے۔[28]

خلاصہ بحث و نتائج

یہ مقالہ جدید مغربی صنفی نظریات اور اسلامی عالمی نظریے کے درمیان پائے جانے والے گہرے فکری و تہذیبی فرق کو اجاگر کرتا ہے۔ ذیل میں اس تحقیق کے حاصلات اور مستقبل کے لیے عملی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

اس تحقیق کے ذریعے مندرجہ ذیل اہم نتائج برآمد ہوئے ہیں:

- **تصادم نظریات :** جدید مغربی صنفی نظریات مابعد جدیدیت اور لبرل ازم کے مرہونِ منت ہیں، جہاں صنف کو حیاتیات سے الگ ایک سماجی تعمیر مانا جاتا ہے، جبکہ اسلام اسے ایک طے شدہ فطری اور مابعد الطبیعیاتی حقیقت قرار دیتا ہے۔
- **نفسیاتی اثرات :** تجرباتی شواہد کی روشنی میں یہ ثابت ہوا ہے کہ صنفی شناخت کے حوالے سے پیدا ہونے والی الجھنیں (Gender identity dissatisfaction) فرد کی ذہنی فلاح کو متاثر کرتی ہیں اور تعلیمی میدان میں اس کی کارکردگی میں نمایاں کمی کا باعث بنتی ہیں۔
- **سماجی دباؤ :** پاکستان جیسے مسلم معاشروں میں صنف سے عدم اطمینان کا ایک بڑا سبب مغربی تعلیمی نظام، میڈیا کا اثر اور خاندان کی جانب سے مناسب رہنمائی کا فقدان ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3 No.4 2025

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

سفارشات

تحقیق کے نتائج کی روشنی میں مختلف طبقات کے لیے مندرجہ ذیل عملی تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

- **پالیسی سازوں کے لیے:** حکومتی سطح پر ایسی تعلیمی پالیسیاں وضع کی جائیں جو مغربی صنفی بیانیے کو جوں کا توں اپنانے کے بجائے اسلامی مابعد الطبیعیات اور ملکی ثقافت کے تناظر میں مرتب کی گئی ہوں۔
- **ماہرینِ تعلیم کے لیے:** جامعات کے نصاب میں 'صنفی مطالعہ (Gender Studies)' کو اسلامی نقطہ نظر سے پڑھایا جائے اور طلبہ کی ذہنی و فکری تربیت کے لیے ایسے کونسلنگ مراکز قائم کیے جائیں جو لبرل ازم کے بجائے اسلامی اصولوں کے مطابق رہنمائی فراہم کریں۔
- **والدین کے لیے:** بچوں کی ابتدائی تربیت میں صنفی شناخت کی واضح تفہیم اور اسلامی تصورِ فطرت کو راسخ کیا جائے تاکہ وہ بیرونی فکری یلغار کے سامنے مغلوب نہ ہوں۔
- **علماء اور محققین کے لیے:** عصرِ حاضر کے جدید مسائل (مثلاً Gender Dysphoria) پر روایتی فقہی بصیرت اور جدید نفسیاتی علوم کے اشتراک سے ایسا علمی لٹریچر تیار کیا جائے جو نوجوان نسل کے شکوک کا جواب دے سکے۔

اختتامیہ (Conclusion)

اسلامی نظریہ صنف کو محض ایک قانونی یا سماجی مسئلہ نہیں سمجھتا، بلکہ اسے تخلیقِ انسانی کے الٰہی مقصد اور کائنات کے توازن کا حصہ قرار دیتا ہے۔ جدید مغربی نظریات، جو انسانی خود مختاری اور خواہشِ نفس پر مبنی ہیں، بظاہر آزادی کا نعرہ لگاتے ہیں لیکن عملاً فرد کو داخلی انتشار اور سماجی ٹوٹ پھوٹ کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ اسلام کا پیش کردہ صنفی پیراڈائم، جو وحیِ الٰہی اور فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ ہے، نہ صرف فرد کی ذہنی سکینت کا ضامن ہے بلکہ ایک مستحکم خاندانی نظام اور صالح معاشرے کی بقا کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ مسلم امہ کی فکری بقا اس بات میں مضمر ہے کہ وہ اپنی علمی جڑیں روایتی اسلامی اسکالرشپ میں مضبوط کرے اور جدید چیلنجز کا مقابلہ معذرت خواہانہ رویے کے بجائے اعتماد اور بیانیہ سازی کے ذریعے کرے۔

مصادر و مراجع

[1]MONEY J, HAMPSON JG, HAMPSON JL. An examination of some basic sexual concepts: the evidence of human hermaphroditism. Bull Johns Hopkins Hosp. 1955 Oct;97(4):301-19. PMID: 13260820.

[2] Beauvoir, Simone de. *The Second Sex*. Translated by Constance Borde and Sheila Malovany-Chevallier. London: Vintage Books, 2009, 283.

[3] Judith Butler, *Gender Trouble: Feminism and the Subversion of Identity* (New York: Routledge, 1999), 9.

[4] النجم 45:53

[5] الاحزاب 13:49

[6] Azam, Tooba, Amina Shahid, Ahmad Bilal, Areej Fatima, and Qurat Ul Ain. "Prevalence of Gender Dysphoria and its Association with Subjective Wellbeing and Academic Performance among Adults." *Wah Academia Journal of Social Sciences* 4, no. 1 (June 2025): 508–527 . https://doi.org/10.63954/WAJSS.4.1.26.2025.

[7] Money J, Hampson JG, Hampson JL. An examination of some basic sexual concepts: the evidence of human hermaphroditism, 301-19

[8] Robert J. Stoller, *Sex and Gender: On the Development of Masculinity and Femininity* (New York: Science House, 1968).

[9] Beauvoir, *The Second Sex*, 283.

[10] Judith Butler, *Gender Trouble: Feminism and the Subversion of Identity,9.*

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.3 No.4 2025

[11] Jean-François Lyotard, *The Postmodern Condition: A Report on Knowledge*, trans. Geoff Bennington and Brian Massumi (Minneapolis: University of Minnesota Press, 1984), xxiv.

[12] Steven Lukes, *Individualism* (Oxford: Basil Blackwell, 1973), 52

[13] George Jacob Holyoake, *English Secularism: A Confession of Belief* (Chicago: Open Court Publishing, 1896), 35

[14] النساء1:4

[15] الاحزاب13:49

[16] Koburtay, T., Abuhussein, T. & Sidani, Y.M. Women Leadership, Culture, and Islam: Female Voices from Jordan. *J Bus Ethics* **183**, 347–363 (2023). https://doi.org/10.1007/s10551-022-05041-0

[17]

[18] آلِ عمران36:3

[19] الاحزاب35:33

[20] النساء124:4

[21] البقرة187:2

[22] American Psychiatric Association, *Diagnostic and Statistical Manual of Mental Disorders*, 5th ed. (Arlington, VA: American Psychiatric Publishing, 2013)

[23] محمد امین ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، جلد10، کتاب الختثٰی (کوئٹہ: مکتبہ رشیدیہ، سن نامعلوم)، ص477۔

[24] وہبہ زحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، جلد7 (دمشق: دارالفکر، 1989ء)، صفحہ 680۔

[25] زحیلی، *الفقہ الاسلامی*، 7، 681

[26] محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح (دمشق: دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، حدیث:5885

[27] Azam, Tooba, Amina Shahid, Ahmad Bilal, Areej Fatima, and Qurat Ul Ain. "Prevalence of Gender Dysphoria and its Association with Subjective Wellbeing and Academic Performance among Adults.", 508–527.

[28] Mansouri, F. (2017). *Interculturalism at the crossroads: Comparative perspectives on concepts, policies and practices.* (M. Fethi (ed.)). United Nations Educational, Scientific and Cultural Organization. https://unesdoc.unesco.org/ark:/48223/pf0000248066